رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عا

قیمت پرانا پرچہ (۲ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عا

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد ۵ | ۳ر امرداد ۱۳۵۴ف | ۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | ۹ر جون ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر

جرمنی کی شکست کے بعد

یورپ نئے مسائل سے دوچار ہے

سب سے زیادہ برنارڈ شا نے وضاحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ برلن کی فتح اور ہٹلر کی شکست کے ساتھ وہ مسائل حل نہیں ہوئے جن سے یورپ دوچار ہے بلکہ صورت حال کسیقدر نازک ہوتی جارہی ہے۔

جب مستقبل کے مورخین اس جنگ کی تاریخ لکھیں گے وہ محض یہ کہنے پر اکتفا نہیں کریں گے کہ یہ ہٹلر کے خلاف ایک لڑائی تھی اور نہ وہ یہ کہیں گے کہ یہ جنگ ہٹلر کی شکست کے ساتھ ختم ہوگئی۔ وہ یہ بھی نہ کہیں گے کہ یہ جنگ ستمبر ۱۹۳۹ء میں شروع ہوئی اور مئی ۱۹۴۵ء میں ختم ہوئی۔ یورپ کی جنگ کے اسباب گہرے ہیں۔ اس کی ابتداء پولینڈ پر ہٹلر کے حملہ سے نہیں ہوئی۔ جرمن اور سلافی اقوام کا تصادم جس کی وجہ سے ۱۹۱۴ء کی جنگ ہوئی تھی وہ ۱۹۱۸ء میں ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ کشمکش جیکوسلواکیہ میں ۱۹۳۸ء سے پہلے شدید ہوگئی تھی۔ اس بات کو نظرانداز نہ کرنا چاہئے کہ آسٹریا پر نازیوں کے تسلط کی وجہ محض سیاسی یا نسلی عناصر نہیں تھے بلکہ معاشی اسباب تھے جن سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ جرمنی کی یہ جنگ تو اس وقت ہی شروع ہوگئی تھی جبکہ ہٹلر نے "میری جدوجہد" میں لکھا تھا "ہم اپنی نظر مشرق کی سرزمین پر ڈال رہے ہیں"۔ بسمارک کے ان الفاظ کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ "جو کوئی بوہیمیا پر قبضہ کرے گا وہ یورپ پر تسلط حاصل کرے گا"۔

مورخین کہیں گے کہ یہی اسباب تھے جن سے ہی دوسری عالمگیر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اس جنگ کے اسباب اور رفتار پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ نہ بھولنا چاہئے کہ وسطی یورپ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے روس اور جرمنی میں ہمیشہ کشمکش رہی ہے۔ یہ کہنا کہ ہٹلر اور اسٹالن نے اپنے اپنے نصب العین کے لئے یہ جنگ لڑی تھی نہ صرف تاریخ بلکہ سیاسیات کو بھی نظرانداز کرنا ہے۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہٹلر نے یہ جنگ اس لئے ہاردی کہ اس نے بیوقوفی سے روس پر حملہ کردیا۔ لیکن غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا مغربی یورپ پر جرمنی کو مسلط ہوتے ہوئے دیکھ کر روس غیر جانبدار اور خاموش رہتا؟ جب ہٹلر نے "میری جدوجہد" میں اپنے اس عزم کو بے نقاب کردیا تھا کہ وہ روس کو فتح کرنا چاہتا ہے تو حیرت ہے کہ ۱۹۳۹ء میں اسٹالن نے اپنے دشمن سے عدم اقدام کا معاہدہ کس طرح کیا؟ روس اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ جرمنی سے تنازعہ مفید نہیں۔ اس لئے اسٹالن نے بڑی چالاکی سے ہٹلر کو یورپ میں جنگ شروع کرنے کی ترغیب دی جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوا کہ مغربی جمہوریتیں (فرانس اور انگلستان وغیرہ) جرمنی کے خلاف صف آرا ہوگئیں۔ ہٹلر نے خیال کیا کہ پولینڈ فتح کرنے کے بعد اگر وہ برطانیہ سے سمجھوتہ کرلے گا تو وہ روس سے لڑنے کے قابل ہوسکے گا۔ برطانیہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جرمنی سے صلح کرنا ہٹلر کو اس قابل بنادے گا کہ روس کو شکست دے کر یورپ پر مسلط ہوجائے لیکن روس اور برطانیہ کے لئے یہی راستہ کھلا رہ گیا تھا کہ جرمنی کے خلاف متحد ہوجائیں۔ مگر اس اتحاد سے یورپ کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ روس نے نہ صرف اپنے علاقے واپس لے لئے بلکہ اپنی فتوحات کو وسطی یورپ تک پھیلا دیا۔ وسطی یورپ بشمول [illegible] اور بلقان روس کے زیر اثر آگیا اور بسمارک کے یہ الفاظ صحیح ثابت ہوئے کہ جو کوئی بوہیمیا پر قبضہ کرے گا وہ یورپ پر تسلط حاصل کرے گا۔

جرمنی پوری طرح شکست کھاچکا اور برلن پر سرخ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ جرمنی کی شکست کے بعد یورپ ایک نئے مسئلہ سے دوچار ہے۔ پولینڈ کے مسئلہ پر روس اور اقوام متحدہ کے مابین مناقشہ جاری ہے۔ جو چیز جرمنی حاصل نہ کرسکا اس کو روس نے حاصل کرلیا۔ آج روس وسطی یورپ کے اہم مرکزی ممالک یعنی پولینڈ، جرمنی، آسٹریا، ہنگری اور بلغاریہ پر مسلط ہے۔ ہٹلر کی شکست اس جرمن تحریک کی شکست ہے جس کا ایک صدی سے یہ ادعا تھا کہ جرمن اور سلافی اقوام کی قیادت جرمنی کو حاصل ہے۔ یورپ کی تاریخ میں جرمن عزائم کی سب سے زیادہ مخالفت روس کی رہنمائی میں سلافی اقوام نے کی دوسری مخالف تو صرف فرانسیسی قوم تھی۔ اسی وجہ سے روس اور فرانس کے اتحاد کی جرمنی نے شدت سے مخالفت کی۔ جرمنی کے ساتھ اٹلی کی شرکت کی یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ ان دو ممالک کا کوئی نصب العین مشترک تھا۔ ان ممالک کا اتحاد بھی سلافی اقوام کے خلاف ایک محاذ تھا جیسا کہ اب جرمنی کے مسئلہ سے ظاہر ہورہا ہے۔ ہٹلر، پولینڈ اور کمیونزم و فاسسٹیت کے تصادم سے قطع نظر سلافی اقوام کی قیادت سے متعلق روس سے اٹلی اور جرمنی کی کشمکش ختم ہوچکی ہے۔ آج سلافی اقوام روس کے زیر اقتدار ہیں۔

روس کو ایسی مکمل کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ آج

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

مملکت

جلد ۵	۴ امرداد ۱۳۵۹ف	نمبر

معلوماتی مطبوعات کا فقدان

حکومت ہند کے مشیر معاشیات کے دفتر سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں ہندوستان کے سماجی اور معاشی رجحانات کی ظاہر کرنے والے اعداد و شمار اکٹھا کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مولف مسٹر سبرامنیم ہیں جو دفتر مذکور میں ماہر اعداد و شمار کی حیثیت سے کارگزار ہیں۔ اس کتاب میں تعلیمات، صحت عامہ، زرعی پیداوار، تجارت، بنک کاری، صنعتی چہل پہل وغیرہ سے متعلق مسودہ واری مواد پیش کیا گیا ہے۔ یہ اعداد زمانہ جنگ سے متعلق ہیں۔ قبل جنگ دور سے موازنہ کرنے اور مابعد جنگ دور سے متعلق اندازہ قائم کرنے میں اس کتاب سے بڑی مدد ملتی ہے۔

ہم نے آج کے اداریہ میں اس کتاب کو موضوع بحث بنایا اس لئے ضروری سمجھا کہ ہماری رائے میں حکومت سرکار عالی کو بہت جلد اس قسم کی ایک جامع ہینڈ بک کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس اہم فرض کی انجام دہی کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک مختصر سی مجلس کی تشکیل مناسب ہوگی جس میں مولوی مظہر حسین صاحب ناظم اعداد و شمار، مولوی حبیب الرحمن صاحب ناظم صنعت و حرفت، پروفیسر کیشو آینگار، مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجینیر جیسے اصحاب شریک کئے جائیں۔ اس مجلس کا یہ فرض قرار دیا جائے کہ وہ حیدرآباد کی اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق تازہ ترین اور قابل اعتماد اعداد و شمار فراہم کرے اور ان اعداد کی بناء پر مستقبل کے رجحانات کے متعلق صحیح نتائج اخذ کرے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ محکمہ تنظیم مابعد جنگ سے اس کمیٹی کو خاصی مدد مل سکتی ہے۔ چونکہ اس تجویز کا تعلق معتمد صاحب مالگزاری سے ہے اس لئے ہم مولوی سید فضل اللہ صاحب سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اس خصوص میں عملی اقدام فرمائیں گے۔

حیدرآباد سے متعلق معلوماتی لٹریچر کا فقدان حکومت کی ایک ایسی سنگین فروگذاشت ہے کہ جس کی جلد سے جلد تلافی کی جانی چاہیے۔ ایسی ریاستوں نے جو حیدرآباد کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے چھوٹی ہیں ——— مثلاً ٹراونکور، میسور، بڑودہ وغیرہ ——— اپنے حالات اور رفاہی کارگزاریوں سے متعلق کافی لٹریچر شائع کیا ہے۔ ہمیں یہ سن کر مسرت ہوئی کہ نواب معین نواز جنگ بہادر نے اس سلسلہ میں کافی ابتدائی کام ختم کر دیا ہے اور عنقریب وہ معلوماتی مطبوعات کا سلسلہ شائع کرنا چاہتے ہیں۔ نواب صاحب کا یہ عزم نہایت خوش آئند ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ دیگر محکمہ جات بروقت مواد مہیا کر کے نواب صاحب کا ہاتھ بٹائیں گے۔

ہمارے ذہن میں متعدد موضوعات ایسے ہیں جن پر چھوٹے چھوٹے مفید اور دلچسپ رسالے تیار اور شائع کئے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند موضوعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت نے کیا کیا۔

(۲) حیدرآباد میں صنعتی مزدوروں کا موقف

(۳) حیدرآباد کے ذرائع آبپاشی انتظامات آبرسانی

(۴) حیدرآباد میں ذرائع حمل و نقل اور رسل و رسائل

(۵) حیدرآباد میں قومی تعمیر کے شعبے ——— اس عنوان کے تحت تعلیمات، صحت عامہ، تحریک امداد باہمی تنظیم دیہی، سررشتہ علاج حیوانات وغیرہ کی کارگزاری پیش کی جا سکتی ہے۔

(۶) حیدرآباد میں صنعتی چہل پہل ——— بیکاری اور گداگری۔

(۷) حیدرآباد کی معدنی دولت

(۸) اہل حیدرآباد کا ذہنی ارتقاء

(۹) حیدرآباد میں مذہبی رواداری

(۱۰) حیدرآباد کے ذرائع معیشت سے کون کس حد تک متمتع ہو رہا ہے۔

(۱۱) مابعد جنگ دور میں حکومت سرکار عالی کے عزائم۔

(۱۲) حیدرآباد میں مشترکہ تہذیب کا نشو و نما

وغیرہ۔

یہ چند ایسے عنوانات ہیں جن کے تحت مختصر با تصویر رسالے شائع کئے جا سکتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ متعلقہ محکمے ہماری اس تجویز پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

ملک کے فائدے کی بات

ممالک محروسہ سرکار عالی میں مونگ پھلی کا زیر کاشت رقبہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم اور مونگ پھلی کی کاشت پر امتناعی احکام کے باوجود کاشتکار اب بھی مونگ پھلی کی کاشت کی جانب مائل ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ برطانوی ہند اور نیز بیرون ہند میں اس جنس کی بہت مانگ ہے۔ یہاں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مونگ پھلی کی مانگ اس درجہ بڑھی ہوئی کیوں ہے؟ اور وہ کونسے منفعت بخش اغراض ہیں جن کے لئے یہ جنس استعمال ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ محکمہ صنعت و حرفت یا محکمہ تنظیم مابعد جنگ کو اس سوال کا جواب معلوم کرنا چاہیے اور ان صنعتوں کو حیدرآباد میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن میں مونگ پھلی کام آتی ہے۔ اپنے محدود معلومات کی مدد سے ہم ایک دو باتیں یہاں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بمبئی میں بناسپتی گھی بنانے والی متعدد ایسی کمپنیاں قائم ہیں جو حیدرآباد سے مونگ پھلی خریدتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسی کمپنیاں ممالک محروسہ میں قائم نہیں ہو سکتیں۔ ایسی کمپنیوں کے قیام میں دو فائدے مضمر ہیں۔ ایک یہ کہ خام جنس کی صورت میں مونگ پھلی کو برآمد کرنے کے بجائے صرفی شکل تیار کیا ہوا بناسپتی گھی مقامی سرمایہ داروں کے لئے زیادہ منفعت بخش ثابت ہوگا۔ دوسرا اہم فائدہ یہ ہوگا کہ مونگ پھلی کی کھلی مقامی کاشتکاروں کے لئے کھاد کے طور پر ارزاں دام پر فراہم کی جا سکے گی۔

چند ہفتے قبل پونا منڈ پریس نے یہ خبر شائع کی تھی کہ سکندرآباد کے کسی تاجر نے کھلی کے تیلے میں مونگ پھلی کی کھلی کا آٹا ملا کر ایک ایسا مرکب تیار کیا ہے جس کو حکومت سرکار عالی کے سررشتہ طبابت و حفظان صحت نے انسانوں کے لئے نہایت اچھی غذا قرار دیا ہے۔ پونا منڈ پریس کا بیان تھا کہ یہ مرکب کافی سستے داموں فروخت ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو محکمہ رسد کو چاہیے کہ اس جدید تیلے کو جلد از جلد بازار میں لانے کی کوشش کرے تاکہ غریب طبقے اس غذا سے مستفید ہو سکیں۔

ایک قسمی بت تھی ہم صرف یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مونگ پھلی کی تیلی انسانی غذا کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ایک خاص طریقہ سے اسے تیار کیا جائے۔

امور بالا کے پیش نظر ہم حکومت سرکار کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ مونگ پھلی کی برآمد کو روک کر مقامی سرمایہ داروں کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ بناسپتی گھی بنانے والی فیکٹریاں ممالک محروسہ میں قائم کریں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے خان صاحب عبد الکریم بابو خان نے ایسی ایک فیکٹری قائم کی ہے لیکن ایک فیکٹری سے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کے لئے جو ہندوستان میں مقیم ہیں بڑی مقدار میں بناسپتی گھی کی ضرورت ہے۔ اگر حیدرآباد میں فیکٹریاں قائم ہو جائیں تو ان کا بنایا ہوا گھی برطانوی ہند کے مقابلہ میں زیادہ سستا ہوگا۔ جنگ جاپان کے اختتام سے قبل ایسی فیکٹریاں کافی منافع کما سکتی ہیں اور اس کے بعد بھی انہیں وسیع مواقع حاصل رہیں گے۔ حکومت کے متعلقہ سررشتے مقامی سرمایہ داروں کے تعاون سے اس مسئلہ کو حل کر کے ملک کی معاشی دولت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

ہدیۂ تبریک

مستحق مبارکباد ہیں نواب سر احمد سعید خاں بہادر صدر اعظم دولت آصفیہ جنہیں اعلیحضرت حضور پرنور خسرو دکن و برار نے سعید الملک کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ادارہ "حکمت" کی جانب سے نواب صاحب معزز کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔

تنقید و تبصرہ

دھوپ چھاؤں

حیدرآباد کی ادبی دنیا کے لئے مولوی فضل الرحمن صاحب ناظر لاسلکی کا نام محتاج تعارف نہیں۔ صاحب موصوف کے ڈرامے جو اسٹیج اور ریڈیو پر پیش کئے جاچکے ہیں ملک میں کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اب فضل الرحمن صاحب کی نظمیں ایک کتاب کی صورت میں "دھوپ چھاؤں" کے عنوان سے شائع ہوئی ہیں۔ "دھوپ چھاؤں" چالیس نظموں کا مجموعہ ہے۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب ہے۔

شاعر نے اپنے کلام کی ابتدا اس دعا سے کی ہے:۔

دل تیرہ کو رکھ آگاہ فطرت
سواد چشم کو روشن نظر دے

ایک مشرقی شاعر کی حیثیت سے فضل الرحمن صاحب نے تقاضائے فطرت مشرق کے گیت گائے ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے:۔

درس حکمت لے گئے دنیا کو ہم سے فلسفی
رہ گئی روشن جہاں کو ہم سے شمع آگہی
اے زمین شرق اے اوج شرف کے آسماں
مٹ نہیں سکتے جہاں سے تیری عظمت کے نشاں

اس کے بعد فضل الرحمن صاحب نے اپنے سامعین کو "ہندوستان کا راگ" سنایا ہے۔ اس دیس کے شاندار ماضی کو وہ اس طرح یاد کرتے ہیں۔

وہ دور جب اس دیس پہ تھا راج ہمارا
یہ تخت ہمارا ہی تھا یہ تاج ہمارا
چاہت کا اجالا تھا صدا دیر و حرم میں
جلتا تھا یہی ایک دیا دیر و حرم میں

ہندوستان کی زبان سے شاعر کہتا ہے:۔

نانک سے گرو مجھ پہ ہوئے تھے گل افشاں
چشتی سے بزرگوں کی تھی میں قوت ایماں
ریشیوں کا جنم بھوم ہوں ولیوں کا وطن ہوں
گوتم کے لگائے ہوئے پودوں کا چمن ہوں

لیکن اب صورت حال یہ ہے:۔

چھائی ہوئی ہیں چار سو نکبت کی گھٹائیں
اتری ہیں یہاں سارے زمانہ کی بلائیں

ہندوستان سے لوٹ کر شاعر اپنے گھر کی طرف واپس آتا ہے جہاں کی ممتاز خصوصیت یہ ہے:۔

یاں اپنے پرائے میں کوئی بیر نہیں ہے
گویا کہ سب اپنے ہیں کوئی غیر نہیں ہے

لیکن اس نوبت پہ شاعر کو اپنے وطن کا ضرب المثل افلاس یاد آجاتا ہے:۔

ارمانوں کی بستی ہے امیدوں کا چمن ہے
اے ابر کرم دیکھ غریبوں کا وطن ہے

شاعر کو اب حقیقت کی تلاش ہوئی ہے۔ ان کا نقطۂ نظر ملاحظہ ہو:۔

غیروں کی آنکھوں سے تو سبھی دیکھتے ہوں گے
اپنی نظر سے بھی تو نظارہ کرے کوئی

دوران تلاش میں شاعر کو "سہانے سپنے" دکھائی دیتے ہیں، وہ کہتا ہے:۔

چھٹ جائیں گے غم کے سب بادل
پڑ جائے گی جگ میں ہل چل
پھر اپنی بلندی پہ جس دم
قسمت کا ستارہ آئے گا
احباب جئیں گے جینے کے
دن آئیں گے مرتے جینے کے
پیالوں کے یہاں تک خود بڑھ کر
ساگر کا کنارہ آئے گا
آزادی کی دیوی بن ٹھن کر
بیٹھے گی دلوں کی مسند پر
پھر حسن کی بجلی چمکے گی
پھر لطف تماشا آئے گا

ایک آسمانی آواز ان سپنوں کو ختم کر دیتی ہے اور یہ پیام دیتی ہے:۔

بلبلوں سے بیت پروں سے نوا پیدا کر
ذہن میں روشنی آنکھوں میں نگاہ پیدا کر

برق کے ذروں کا ناچ اور بجلی کی لہروں کا کھیل دیکھتے دیکھتے شاعر کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ کائنات کی برتری پر اس نظریہ کا انطباق نہیں کیا جاسکتا۔ وہ سوال کرنے لگتا ہے:۔

یہ بشر جسے خلق کا کہتے ہیں جگر
ہے جو ساری خدائی کا نور نظر
ہے یہ کونسے ذروں کا ناچ بتا
ہے یہ کونسی لہروں کا کھیل مگن
یہ عقل و فکر یہ ذہن رسا
یہ تکلم و نطق یہ ذوق نوا
ہے یہ کونسے ذروں کا ناچ بتا
ہے یہ کونسی لہروں کا کھیل مگن

یہ خیال شاعر کو ظاہر بینی اور ظواہر پرستی کے خلاف آمادۂ بغاوت کرتا ہے اور شاعر کہتا ہے:۔

وہ بادہ کش جو خرد کو جنوں سمجھتے ہیں
فسانۂ دل و ذکر و فسوں سمجھتے ہیں
جو زندگی کو فقط لالہ گوں سمجھتے ہیں
اور عقل و ہوش کو اک جنگ جو سمجھتے ہیں
ہوں فیض یاب نہ کیونکر یہ ہوشیار آئے

تدبیر کی نارسائیاں شاعر کو اس خیال کے اظہار پر مجبور کرتی ہیں۔

بادۂ آتش اثر کم یا زیادہ دے دیا
ساقی سرکش کی مرضی جس کو جتنا دے دیا
لے رہا ہے اس کے در پر جس کی جو قسمت میں تھا
جام جم اس کو ملے جس کو عمل کا جذبہ دیا

لیکن [illegible] شاعر مطمئن نہیں کر سکا۔ وہ کہتا ہے:۔

اے ساحل شرق دور کے دیکھ ابھی سے
کہساروں میں پیغام گئی ہو کے رواں او
تیرے جھینے پر فلک سینکڑوں عالم
اے قوت تخلیق بس اب پیدا جہاں اور

جب جہاں نو کی تلاش میں شاعر سرگرداں ہو جاتا ہے تو اس کے تاثرات کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں:۔

خلق خدا کا نالہ و شیون
دل میں نہیں تاب تاب شنیدن
چہروں پہ زردی دل پہ کدورت
حسرت کے مارے سینوں میں دھڑکن

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

راجہ جی کی کوشش مفاہمت

جو کچھ ملے غنیمت ہے

مسٹر راجگوپال اچاری کے وجود کو جو اگست ۱۹۴۲ء کی کانگرس کی پیہم سے علٰحدہ رہے بعض رجعت پسند برطانوی افراد بہت غنیمت سمجھتے ہیں۔ راجہ جی ایک ایسی ہستی ہیں جن سے گفتگو کرنے کی مہارت رکھتے ہیں جو انگریزوں کو اپیل کرتی ہے حالانکہ ان کا منشا کچھ اور ہوتا ہے۔ انھوں نے ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے جس میں برطانیہ اور ہندوستان کے مابین مصالحت پر زور دیا گیا ہے مصالحت کے اس قابل تحسین مقصد کی تائید میں راجہ جی نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ ایسوسی ایٹیڈ پریس نے جو خلاصہ اخبارات کو روانہ کیا ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جاپان کی جنگ ختم ہونے سے پہلے مصالحت دو خاص وجوہ سے ضروری ہے۔ "پہلی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ سے بے اعتمادی بڑھتی جا رہی ہے۔ لوگوں کے خیالات نراج اور انقلاب کی طرف مائل ہو رہے ہیں جس میں تشدد کا استعمال ناگزیر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایشیا میں نیز ہندوستان مدافعتی اعتبار سے ایک اہم مقام رکھتا ہے ممکن ہے آئندہ جنگ کا میدان بن جائے۔ اور اگر ہندوستان کے معاملات کی یکسوئی نہ ہو تو یہ ایک خطرناک بات ہوگی"

اس میں شک نہیں کہ باشندگان ہند کے وہ طبقے جن کی کانگرس کو تائید حاصل ہے انگریزوں کے خلاف تلخ جذبات رکھتے ہیں۔ لیکن مسٹر راجگوپال اچاری کو یہ فراموش کرنا چاہئے کہ وہ اور ان کے وہ رفقا جنھوں نے اگست کی تحریک میں حصہ لیا تھا ایک بڑی حد تک اس کا باعث رہے ہیں۔ اب راجہ جی کی یہ کوشش کہ اس واقعہ کو اس امر کی دلیل بنایا جائے کہ اقتدار اونچے طبقے کے ہاتھ میں منتقل کیا جائے باعث حیرت ہیں۔ لیکن ان کے استدلال کا دوسرا جزو حیرت انگیز ہے۔ "لوگوں کے خیالات نراج اور انقلاب کی طرف مائل ہو رہے ہیں جس میں تشدد کا استعمال ناگزیر ہے" بعد از سرمن کن لیکوں شد شدہ باشد۔ یہ ضرب المثل راجہ جی کے استدلال کے سیاسی مضمرات میں شامل ہے۔ اگر برطانیہ سیاسی مسئلہ کو اس طرح حل نہ کرے جو عدم تشدد کے پیروؤں کے لئے تشفی بخش ہو تو اس کا نتیجہ ایسا انقلاب ہوگا جس میں تشدد کا استعمال ناگزیر ہوگا۔ ان کے استدلال کی یہی تعبیر ہو سکتی ہے۔ اچھا فرض کرو کہ راجہ جی جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہے۔ تو پھر مصالحت کس طرح ہو سکتی ہے؟ ایک موقع پر راجہ جی نے کہا تھا کہ صوبہ داری وزارتیں بحال کر دی جائیں اور مرکز میں "قومی حکومت" تشکیل دی جائے مسٹر راجگوپال اچاری اور ان کے ہم خیال اصحاب جس قسم کی قومی حکومت چاہتے ہیں اس کا منشا یہ نہیں ہے کہ وائسرائے کی کونسل میں کانگرسی افراد لئے جائیں یا اگر یہ صورت ہیں لیگ اور کانگرس کے نمائندے شریک کئے جائیں۔ لیکن صوبوں میں وزارتوں کی بحالی اور مرکز میں نام نہاد قومی حکومت کے قیام کا مطالبہ ان انتخابات کی قوت پر کیا جا رہا ہے جو علی الترتیب ۱۹۳۷ء اور ۱۹۳۴ء میں ہوئے تھے۔ ان انتخابات میں حق رائے دہی کسقدر محدود تھا اب کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کوئی شخص جس کو جمہوریت سے تھوڑی بھی دلچسپی ہے ان انتخابات پر فخر نہیں کر سکتا اور نہ ان انتخابات کی بنا پر وہ بجا طور پر عوام کی نمائندگی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس سے قطع نظر یہ انتخابات اس وقت عمل میں آئے تھے جبکہ وہ مسائل جن سے آج ہندوستان دوچار ہے نہ تو ووٹ دہندہ اور نہ امیدواران انتخابات کے حاشیہ خیال میں تھے۔ علاوہ انتخابات سے ربط رکھنا جمہوریت کی پہلی ضرورت ہے۔ اس ربط کا اظہار انتخابات کے ذریعہ ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عوام کی نمائندگی کے یہ علمبردار عوام سے مشورہ کرنے پر اصرار کیوں نہیں کرتے؟ موجودہ محدود حق رائے دہی کی بنا پر بھی جدید انتخابات کو مصالحت کی شرط مقدم قرار دینا چاہئے تاکہ عوام کو موجودہ مسائل پر اظہار رائے کا موقع مل سکے ان علمبرداران حریت کا اس بات پر اصرار کہ انتخابات سے پہلے حکومت کی مشینری ان کے ہاتھوں میں آجائے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ عوام سے خوف زدہ ہیں۔ اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے عوام کو خاموش رکھنے میں وہ اپنا فائدہ دیکھتے ہیں۔ انقلاب اور نراج کی دھمکی صرف اقتدار حاصل کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔

امریکہ کے ایک رسالہ "ٹائم" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ ویول نے ہندوستان کے سیاسی تعطل کے حل کے لئے ایک تجویز حکومت برطانیہ کے آگے پیش کی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ مرکز میں تمام محکمے ہندوستانیوں کے تفویض کئے جائیں ——— ہندو اور مسلم وزراء کی تعداد مساوی ہو ——— لیکن فینانس، دفاع اور امور خارجہ میں وائسرائے کو ویٹو کا اختیار حاصل رہے اس طرح جو حکومت تشکیل پائے گی وہ مرکزی اسمبلی کے آگے ذمہ دار ہوگی۔ مسٹر راجگوپال اچاری نے پونا میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس بات کی توقع نہیں کہ لارڈ ویول کوئی بہت بڑی چیز اپنے ساتھ لائیں گے۔ ہندوستان کو معمولی چیز بھی قبول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

اپنے اس خیال کی تائید میں انھوں نے کہا کہ مسٹر گ[illegible] جو کچھ قبول کیا اگر بعد میں اس میں اصلاح کرنے کے لئے ڈی ویلرا جو کچھ آئرلینڈ اب تک ایک برطانوی [illegible] رہتا۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے کچھ عرصہ قبل کہا تھا کہ [illegible] کی سیاست دانوں کی طرح ہمیں صورت حال [illegible] سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ ہندوستان کے [illegible] جرائد نے بھی "ٹائم" کی خبر پر بھروسہ کر کے نظر ڈالی اور اپنے محبوب قائدین کی طرح لارڈ ویول کو بھی ایسا [illegible] سمجھنے لگے۔ مگر ویول کا فارمولا بھی نقائص سے پاک نہیں۔ مرکزی اسمبلی میں اس کی موجودہ حالت میں اکثر[illegible] زیادہ تر ہندوؤں کی ہے۔ اگر ویول کے فارمولا کو قبول کر لیا جائے اور اس کے مطابق مرکز میں قومی حکومت تشکیل دی جائے تو مسلمان ہندو ارکان کے رحم و کرم پر چھوڑ دئے جائیں گے۔ ہندوستانی مسلمیہ سے متعلق یہ اعتراض قوی احتمالات پر مبنی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ کانگرس نے برطانیہ کو اس کے نازک موقع پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی تو لارڈ ویول ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے اسی ادارہ کی امداد کیوں چاہتے ہیں۔ یہ بھی [illegible] ہے کہ وہ نازک صورت حال باقی نہیں رہی جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ پھر لارڈ ویول وہ قدم کیوں اٹھا رہے ہیں جو غیر معمولی حالات میں ضروری ہو[illegible] یہ بات اہمیت سے خالی نہیں کہ نہ تو لارڈ ویول اور قومی لیڈر ملک کے عوام کو اپنے اعتماد میں لینا چاہتے[illegible] کسی سمجھوتے کو روبہ عمل لانے سے پہلے صوبہ وار مجالس مقننہ اور مرکزی اسمبلی کے جدید انتخابات ہونے چاہئیں کیونکہ عوام کی مرضی معلوم کرنے کا یہی ایک جمہوری طریقہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ویول اور وہ افراد جو ان کے گرد و پیش ہیں کسی اور طریقہ کو مناسب سمجھتے [illegible]

(ڈانڈی ہندستان ٹائمز)

جرمنی کی شکست کے بعد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

صرف ملحقہ اقوام اس کے زیر اثر ہیں بلکہ اس نے اپنی سرحدوں کو کوئی وسعت دی ہے۔ اپنے مزید تحفظ کے لئے روس ان ممالک میں کمیونزم کی اشاعت کر رہا ہے جو اس کے زیر اثر ہیں۔ ان واقعات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مغربی متحدین کے لئے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کو تسلیم کر لینے کے بعد پولینڈ کی موجودہ عارضی حکومت کو جس پر برطانیہ اور فرانس کے مقابلہ میں علیحدہ روس کا اثر غالب رہے گا۔ اسی طرح [illegible] اور بلقان میں بھی روس کا اثر رہے گا۔ اس کے علاوہ وسطی یورپ براہ راست روس کے قبضہ میں ہے اور برطانیہ کے قبضہ میں صرف وہ ممالک ہیں جن کو متحدین کی فوجوں نے آزاد کرایا ہے۔ فرانس کو اگرچہ برطانیہ اور امریکہ کی فوجوں نے آزادی دلائی ہے تاہم وہ ملک روس کی طرف جھک رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روس کی برتری کو تسلیم کر رہا ہے۔ اٹلی برطانیہ کی نگرانی میں آ گیا ہے لیکن سلطنت کے ختم ہو جانے کی وجہ اس ملک کی اندرونی سیاست کمیونزم کی طرف مائل ہے۔ بلجیم اسی طرح کمزور اور بے بس ہے جیسے پہلے تھا۔ ہالینڈ اگرچہ اس پر برطانیہ کی نظر عنایت ہے لیکن اس کو ابھی روس سے حساب چکانا ہے۔ اس سے قطع نظر ہالینڈ روس کے خلاف مغربی یورپ میں کوئی محاذ تیار نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ برطانیہ کے ساتھ کمزور فرانس اور بے بس بلجیم ہے۔

یہ قیاس کہ جرمنی کی شکست کے ساتھ ساتھ امن قائم ہو جائے گا کسی قدر مبالغہ خیز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ روس یہ نہیں چاہتا کہ سرخ فوج نے جن ممالک پر قبضہ کر لیا ہے اس کی سرحدوں کے مسئلہ یا طرز حکومت کے معاملہ میں مغربی متحدین مداخلت کریں۔ روس کے نزدیک صلح کے شرائط ان ممالک کے لئے طے کرنا ہے جن کو برطانیہ اور امریکہ نے آزاد کر دیا ہے۔ روس کی یہ بھی خواہش ہے کہ برطانیہ اور امریکہ ان مقاصد جنگ کو روبہ عمل لائیں جن کا انھوں نے اعلان کیا تھا۔ روس کا استدلال یہ ہے کہ یورپ میں کسی زبردست ملک کا نشوونما روس کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔ اس کی صورت حال کو برطانیہ نظر انداز کر دیتا لیکن یورپ پر کسی ایک دول کا تسلط برطانیہ کے سامراجی قوت کے لئے مضر ہے وہ اس صورت حال سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ اگرچہ برطانیہ بحر روم کا تنہا مالک بن چکا ہے لیکن بلقان پر روس کا اثر برطانیہ کے تجارتی راستوں نیز مشرق وسطی اور افریقہ میں اس کے معاشی مفادات پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ والٹر نات کا یہ مشورہ کہ انتہائی طاقتوں کو بین الاقوامی ترتیب کے تحت رکھا جائے درست ہو سکتا ہے کہ برابر کی طاقت کے بعد وہ سب بلکہ برطانیہ اور اٹلی کے ان نوآبادیات پر بھی منطبق ہوتا ہے جو افریقہ میں واقع ہیں۔ اس سے روس کو اس چیز پر نگرانی کا موقع حاصل ہو جاتا ہے جس کو برطانیہ اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے اہم تصور کرتا ہے۔

جرمنی کی شکست کے بعد اور اسی قبیل کے متعدد مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کا تصفیہ کوئی آسان کام نہیں۔ اکثر لوگوں نے یہ بھی قیاس کیا کہ اس دوسری عالمگیر جنگ کا تیسری عالمگیر جنگ میں تبدیل ہو جانے کی سیاسی کیفیت بڑھ رہی ہے۔ پولینڈ کے مسئلہ پر برطانیہ اور امریکہ کے [illegible] سے متعلق قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ کچھ عرصہ سے روس نے اس واقعہ کو ایک اخلاقی مقدمہ بنایا ہے اور یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے کہ وہ ممالک جن پر متحدین کا قبضہ ہے اور وہ ممالک جن پر روس کا قبضہ ہے صلح کانفرنس میں مشترکہ طور پر زیر بحث آئیں گے۔

لیکن حقیقت پسند سیاست داں ان واقعات کو فی الوقت یورپ کے لئے خطرناک تصور نہیں کرتے۔ یہ قیاس کرنا دانشمندی نہیں کہ صورت حال کی نزاکت روس اور متحدین میں تصادم کا باعث ہو گی۔ اسٹالن اس وقت تصادم نہیں چاہتا۔ ملکی گفتگو ممکن ہے لیکن جاپان کی جنگ ختم ہونے تک کسی تصفیہ ممکن نہیں۔ سٹالن کے لئے اس وقت متحدین سے متصادم ہونا مفید نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ جاپان کی جنگ جب تک جاری رہے گی متحدین اس کو چیلنج نہیں دیں گے۔ روس کی پالیسی یہ ہے کہ اپنے اثر کو مستحکم کرے اور مفتوحہ ممالک خاص کر جرمنی پر نگرانی رکھے۔ وہ اس بات کا انتظار کرے گا کہ نازیت کے سارے اثرات مٹ جائیں اور کمیونزم کی اسپرٹ پیدا ہو اور جرمنی اس کا رفیق بن جائے۔ روس نے اپنے اس ارادہ کا اس طرح اظہار کیا ہے کہ اس کا مشن نازیت کو مٹانا ہے مگر جرمن قوم کو تباہ کرنا نہیں ہے۔

پس جس مسئلہ سے یورپ دوچار ہے وہ فوری طور پر حل نہیں ہو گا۔ روس اپنی فوجی مشنری کو ابھی حالت جنگ میں رکھے گا جس کی وجہ سے امریکہ اور برطانیہ مجبور ہو جائیں گے کہ اپنی فوجیں یورپ سے نہ ہٹائیں۔ اس سے کشیدگی کے بڑھنے کا امکان ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ یورپ پر کس کا تسلط ہو گیا ایک ہی دول کو کامل اقتدار حاصل ہو۔ یورپ کی تاریخ کا یہ مرکزی مسئلہ رہا ہے۔ اگر تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو کسی ناصح مجوزہ کے تحت یورپ میں (۲۵) سال سے زیادہ امن قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ ممکن نہیں کہ پولینڈ کے مسئلہ پر ایک اور جنگ ہو مگر معمولی شورش کی گنجائش ایک خطرہ ضرور ہے۔ اگر ان میں تصادم ہو گیا تو اس کا نتیجہ ایک اور عالمگیر جنگ ہے۔ [illegible]

(از [illegible])

دھوپ چھاؤں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

جینے کی دل میں جس کے ہوس ہی
ڈھونڈ رہا ہے موت کا دامن
موت کی بستی عرصہ ہستی
تاک میں ڈاکو گھات میں رہزن
لیتا ہے جس کے ہاتھ لگے جو
کس کی دولت اور کس کا دھن
کل جو محل تھے آج کھنڈر ہیں
کل جو مکان تھے آج ہیں مدفن

اس کے بعد وہ خالق عالم سے پوچھتا ہے۔

کیا یہی دنیا ہے اے داتا
جس کا کیا تھا تم نے پالن

لیکن ہمارا شاعر رجائیت پسند ہے اور وہ ہمیں یہ پیام امید سناتا ہے۔

جب آ گئے زیر ہیں گے دست قدرت پائیں گے روز افزوں ترقی
مل جائیں گے گنبد مشرق سے مغرب تک سب ایک ہو کر

یہ مجموعہ انجمن پریس میں طبع ہوا ہے اور مکتبہ ابراہیمیہ اور کتاب خانہ انجمن ترقی اردو حیدرآباد سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں کے متعلق مشاہیر کی رائے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

ابھی تک قائم ہے۔ وفاداری کا وہ پرانا مفہوم جو یورپ میں فنا ہو گیا ہے مشرق میں باقی ہے۔ اس میں فرمانروا کی ذات کے لئے ایک قسم کا مذہبی احترام اور اس کے احکام کی بے چون وچرا تعمیل کو قانون فرض سے بالاتر سمجھنے کا رجحان بھی شامل ہے۔ ہندوستانی ریاستوں میں اس کو ایک عام قاعدہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہاں کی رعایا اپنے حکمرانوں کا ساتھ دے گی۔ (Evolution of India) [illegible]

راجپوت مصوری کے دو مکاتب ہیں۔ راجستانی اور پہاڑی۔ راجستانی اور بندیلا مکتب کا تعلق جیسا کہ نام سے ظاہر ہے راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ کے صوبوں سے ہے۔ اول الذکر صوبوں میں جے پور بیکانیر اور اودے پور کے راجپوت درباروں میں اس فن مصوری کو خوب فروغ ہوا [illegible] اور مسلمانوں [illegible] کے اوائل میں ترقی ہوئی۔ دوسرے مکتب کو جو پہاڑی فرقہ کے نام سے مشہور ہے [illegible] کی پالیسی سے [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بنا تنقید

جو نہیں شاعری کو دل کی آواز کہتی ہیں وہ اس بات پر کیوں غور نہیں کرتیں کہ جن جذبات کو شعر کے سانچے میں ڈھال کر رسائل یا ریڈیو کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اُن کی نمائش حقیقی زندگی میں کیوں نہیں کی جاتی! آخر یہ کیا بات ہے کہ شاعر عورتیں عام طور پر تو شرم و حجاب کی پتلی بنی رہتی ہیں لیکن جب شعر کہنے بیٹھتی ہیں تو اپنے وقت کی فرہاد اور مجنوں بن جاتی ہیں۔

(ثریا بیگم صاحبہ)

معاصر "نوکی جگ" نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں صوبہ متحدہ میں حصول پارچہ کی دقتوں پر، بازار کی سٹہ بازیوں اور سرمایہ داروں کی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر ہم پر رقت طاری ہو گئی اور ہم نے سوچا کہ صوبہ متحدہ کے باشندوں سے دلی ہمدردی کا مظاہرہ صرف اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ یو پی گورنمنٹ کو چند سال کے لئے مسٹر بیلو کی خدمات مستعار دی جائیں اگر مسٹر بیلو ضرورت محسوس کریں تو اپنے ساتھ مٹھی بھر کرانہ فروش اور سکندر آباد کے بعض تاجروں کو بھی لے جا سکتے ہیں۔

چند اہم خبریں :-

(۱) گزشتہ چند ہفتوں سے اخبار "وقت" نہایت ہی زور و شور سے نکل رہا ہے۔

(۲) مسٹر بیلو کمشنر پارچہ کو او بی ای کا خطاب ملنے والا ہے۔

(۳) نواب مرزا یار جنگ بہادر انجمن ترقی سگرانت کی عنان صدارت پھر سنبھال لی۔

(۴) راشن بندی کی دکانوں پر آئندہ شکر بھی ملا کرے گی۔

بے تکلف احباب کی ایک محفل میں ایک صاحب جو یو پی سے تشریف لا کر حیدرآباد میں قیام فرما ہیں کہنے لگے صاحب! حیدرآباد بھی عجیب مقام ہے۔ یہاں کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ بہتر یہ ہے کام کرنے والا بھی یہاں آ کر مفلوج ہو جاتا ہے۔ نہ حق رہ انصاف کا پاس ہے نہ کارکردگی کا لحاظ۔ نہ جانے کب یہاں کے لوگوں میں شعور پیدا ہوگا۔ صاحب! ہم تو حیدرآباد سے کچھ مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔

ایک مدراسی صاحب بھی اس محفل میں شریک تھے وہ کہنے لگے "یہاں والوں کو شعور نام کو نہیں۔ میں یہاں آ کر سینہ تا بچھ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے درخواستوں پر درخواستیں دیا ہوں تقرر کا نام و نشان نہیں"۔

اس محفل میں ایک پنجابی صاحب بھی شریک تھے انہوں نے فرمایا "ہم نے تو یہاں اس خیال سے آنا تھا کہ چند آدمی کی کچھ خدمت انجام دیں لیکن یہاں کے لوگ ہمارا احسان مانتے ہی نہیں"۔

ایک حیدرآبادی صاحب جو اس ساری گفتگو کو خاموشی سے سن رہے تھے ان حضرات سے دست بستہ عرض کیا "اس بدنصیب ملک میں آپ نے تشریف لانے کی زحمت ہی کیوں گوارا فرمائی! ہم غریبوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے اور اپنے اپنے وطن کی خدمت کیجئے۔ یہاں کی ملازمت، تجارت اور صحافت پر آپ کیوں بیجا احسان فرماتے ہیں!"

ہندوستان سے متعلق برطانوی لیبر پارٹی کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے معاصر "قومی جنگ" تحریر کرتا ہے کہ "لیبر پارٹی ضروریات زمانہ سے بخوبی واقف ہے یہی اس کی خواہش ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہ ہندوستان سے متعلق اپنے وعدوں پر عمل کرے گی۔ ہمیں صرف اس کی تیغ بادے متاثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ وقت کا دہارا کس سمت بہہ رہا ہے۔"

سچ کہتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

معاصر "میزان" نے احمد علی صاحب اختر کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں آپ نے "حیدرآباد کے شعراء" کے عنوان کے تحت کامریڈ مخدوم محی الدین کے کلام پر تیغ تبصرہ کیا ہے۔ دوران تنقید میں کامریڈ مخدوم کے حسب ذیل شعر پر سخت اعتراض کیا گیا ہے :-

بات کیا تھی ذکر کس کا تھا کہ رنگ رنگ شاعر
مسکرانے والی آنکھیں پلکیاں لینے لگیں

معلوم ہوتا ہے کہ احمد علی صاحب اختر تو پسند واقع ہوئے ہیں ورنہ ایسی ترقی پسند اور انقلابی شاعری پر کبھی اعتراض نہ کرتے۔ اگر مسکرانے والی آنکھیں ہچکیاں لینا شروع کر دیں تو وہ ایک زبردست انقلاب کی علامت ہے اور شاعر اپنے انقلابی خیال کی تکمیل کر رہا ہے۔ یہ کہنا کہ آنکھیں ہچکیاں نہیں لیتیں انقلاب کے امکان سے انکار اور رجعت پسند ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔

اسی مضمون میں مجاہد صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ کامریڈ مخدوم محی الدین مشاعروں میں اکثر اپنا کلام سناتے ہیں اور اکثر ایک ہی نظم بار بار مشاعروں میں سناتے ہیں۔

اس میں شاعر کا کیا قصور ہے! یہ تو سامعین کی خوش مذاقی کی دلیل ہے۔ اگر مجاہد صاحب شاعری کی اصلاح چاہتے ہیں تو انہیں مشاعروں کے مجبوب سامعین کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔

معاصر "رہبر" اور "میزان" نے ان محکموں کو ہدف ملامت بنایا ہے جہاں تقررات میں اقربا نوازی، احباب نوازی اور سیاسی میں رجحان ہوتا ہے۔

اگر ہم پریس کمشنر ہوتے تو ان اخبارات سے مطالبہ کرتے کہ اس الزام کی تائید میں ایسے تقررات کی ایک فہرست بصراحت شائع کریں۔ اگر ایسی فہرست شائع ہو تو معلوم ہوگا کہ کوئی سمجھدار افسر اپنے عزیزوں کو اپنے ہی محکمے میں ملازم نہیں رکھتا۔ باسیاسی میں رجحان اس کا ثبوت مشکل ہے۔ لیکن ان سب کے علاوہ وہ اہم بھی اثرات اور محرکات کارفرما ہوتے ہیں جن کی تفصیل خود ہیں پر پریس کمشنر صاحب کی زد میں آ سکتی ہے۔ لہٰذا ہم اس موضوع سے گریز کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

ایک صاحب نے ایک محفل میں یہ شکایت کی ہے کہ سامنے شہر میں ایک ادب برخاست کر دیا گیا مگر یونیورسٹی روڈ کا وہ حصہ جو برکت پورہ (نلگنڈہ) میں واقع ہے ہنوز تاریک ہے۔ حیرت ہے کہ وہ راستہ جو علم کی منزل کی طرف جاتا ہے اس طرح تاریک رکھا گیا ہے۔

ہماری رائے میں محکمہ برقی علم کی روشنی کے مقابلہ میں بجلی کی روشنی کو غیر ضروری سمجھتی ہے۔

شام اور لبنان کی آزادی پر حملہ۔

(اخباری سرخی)

اس کو پڑھ کر ہمیں کامریڈ مخدوم کی وہ نظم یاد آ گئی جس کا ایک مصرعہ ہے :-

یہ جنگ ہے جنگ آزادی

ہندوستانی ریاستوں کے متعلق چند مشاہیر کی رائے

ہم ہندوستانی والیان ریاست کے حقوق تاج اور وراثت کو ایسا ہی احترام کریں گے گویا وہ ہمارے ہی ہیں
(ملکہ وکٹوریہ بابت سنہ ۱۸۵۸ء)

ہندوستانی والیان ریاست قدیم اور شریف نسلوں کے مرد اور صاحب کو برقرار رکھتے ہیں اور نجیب نسل ہونے سے جانتے ہیں ان کی ذات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی جانشینی سے اعلیٰ اور پرعزم خیالات جو ہر عادات اور خوش خلقی کے بلند معیاروں کو ترک نہیں کیا ہے۔ اگر کبھی ان خوبیوں کو فنا ہونے دیا جائے تو ہندوستانی معاشرہ طوفان میں گھرے ہوئے شکستہ مستول جہاز کی طرح پارہ پارہ ہو جائے گا۔
(لارڈ کرزن وائسرائے ہند از ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۵ء)

متعدد ہندوستانی رؤسا اعلیٰ صفات سے متصف ہیں اور جنہوں نے اپنی رعایا کی بے لوث خدمت انجام دی ہے۔ بہر صورت وہ ایسی چیزوں کے علمبردار ہیں جن کی ہندوستانی رائے عامہ بڑی قدر کرتی ہے۔ کسی ایسی ریاست میں سے گزرنا بھی مسرت انگیز ہوتا ہے جہاں اچھا نظم و نسق ہو۔ یہاں کے باشندے بجائے خود دار ہوتے ہیں اور ان میں نہ تو خوشامد ہوتی ہے اور نہ تکبر۔ ایک انگریز کے لئے یہ احساس بڑا خوشگوار ہوتا ہے کہ وہاں اس کی موجودگی کسی کے لئے بھی باعث تشویش نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برطانوی ہند اور ریاستوں میں ان کے باقی رکھنے کی زبردست خواہش پائی جاتی ہے۔ ان کی حیثیت اس جدید دنیا میں ایسے جزیرہ کی ہے جہاں ہندوستان کی پرانی خصوصیات باقی رہ گئی ہیں اور جیسے سارا ہندوستان غصہ اور رنجش کے بغیر دیکھ سکتا ہے۔
(The Reconstruction of India) (از لارڈ بیجے ٹی سن)

قدیم روایات کے ہندوستان یعنی اس ہندوستان کے بہترین نمونے جہاں ہندوستانی سماجی تخیل کے کارنامے محفوظ ہیں ہندوستانی ریاستوں ہی میں ملتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام سیاسی اداروں میں ریاستوں کی نیم خود مختار شاہی حکومت ہی سب سے زیادہ دیرپا رہی ہے۔ اس کا برابر اور مسلسل سے قائم رہنا صرف اس کے استحکام پر دلالت کرتا ہے بلکہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ وہ ہندوستانی حالات کے لئے سازگار ہے (Princes of India)
(از سر ولیم بارٹن)

ہندوستان کے مستقبل کا انحصار برطانوی صوبوں کے مستقبل پر نہیں بلکہ ہندوستانی ریاستوں کے مستقبل پر ہے۔ ہندوستان کی سماجی اور سیاسی زندگی کے صحیح حالات ان ریاستوں کی قدیم تاریخ سے ظاہر ہوتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہندوستان کی تقدیر یاستوں سے وابستہ ہے۔ ہم خود اپنی حکومت کے متعلق جو چاہیں کہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی برطانوی ہند کے باشندے ریاستوں کے باشندوں کی بہ نسبت بہت کم مطمئن ہیں (India in Revolt)
(از میجر جنرل جے ایف۔ سی فلر)

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی والیان ریاست کو اپنی رعایا کی غیر معمولی محبت اور کامل اعتماد حاصل ہے اگرچہ ان کی حکومت برطانوی ہند کے جدید نظم و نسق کی بہ نسبت زیادہ شخصی نوعیت کی ہوتی ہے مگر وہ قانون کے مطابق حکومت کرتے ہیں اور اگر کبھی وہ مداخلت کرنا پسند کریں تو ان کے فیصلوں کو انتہائی غیر جانبدار اور کامل عدالت کے فیصلوں کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے گی۔ وہ اپنی رعایا کے محض دنیوی سردار ہی نہیں بلکہ مذہبی پیشوا بھی ہوتے ہیں اور اپنے خاص اثر و نفوذ کے علاوہ اپنی رعایا کی فلاح و صلاح میں گہری اور مخلصانہ دلچسپی لیتے ہیں۔ (The other India)
(از نامہ نگار خصوصی "دی مارننگ پوسٹ" لندن۔)

ہندوستانی ریاست کی ایک اور نمایاں خصوصیت اس کے حکمران کا موقف ہے کیونکہ حکمران کی ذات ریاست کے اتحاد اور اس کے وجود حکمت عملی اور تاریخ کے تسلسل کا مظہر ہوتی ہے۔ وہ اپنی رعایا کا اعلیٰ نمائندہ اور ان کے معتقدات اور فلاح و بہبود کا بہترین محافظ ہوتا ہے۔ ایسا فرمانروا جماعت سے بالاتر ہوتا ہے اور قدرتی طور پر بے غرض اور غیر جانبدارانہ ذہنیت کا حامل ہوتا ہے جس کی بدولت ہی مجموعی طور پر پوری ریاست کے مفاد اور زیادہ سے زیادہ تعداد کی زیادہ سے زیادہ بھلائی کو ملحوظ رکھا جا سکتا ہے کیونکہ ایسا فرمانروا طاقتوں کا پیدا کیا ہوا حکمران اور بعض اہم امور میں عمومیت کے منتخب صدر کی بہ نسبت عوام کا بہتر اور زیادہ فطری نمائندہ ہوتا ہے۔ پروفیسر رادھا کمد مکرجی۔

ہندوستانی ریاستوں کے موروثی حکمرانوں سے بیرونی طور پر مطالبات کئے بغیر ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کی خود اپنی ذمہ داریاں کافی بڑی ہیں۔ چونکہ اس کا امکان ہے کہ رائے عامہ اصلاحات کے لئے اپنے مطالبات کے سلسلہ میں صبر و ضبط کا دامن چھوڑ دے یہ مناسب ہوگا کہ علاوہ ملک کے رفاہ اور بہتری کے حکومت کے متوازن کیا پیش کردہ تجویزہ معلوم ہوتی ہے برطانوی قوم کے عمل سے عائد شدہ حدود کو پیش نظر رکھیے۔ صرف ایسے ہی ذرائع سے برطانیہ عظمیٰ کا اعتماد قائم رکھا جا سکتا ہے۔ (The Native States of India)
(از سر ولیم لی وارنر)

غالباً برطانوی ہند کے باشندوں کے مقابلہ میں ہندوستانی ریاستوں کے باشندے زیادہ متحمل اور اپنے مطالبات کے معاملہ میں کم سخت گیر ہوتے ہیں الغرض راجہ انہیں میں سے ایک ہوتا ہے وہی غذا کھاتا ہے وہی لباس پہنتا ہے اور وہی خیالات رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ راجہ جانتا ہے کہ اس کی رعایا کیا چاہتی ہے اور غالباً غیر شعوری طور پر برطانوی ہند کے حکمرانوں سے زیادہ جن کے لئے عوام کی حقیقی خواہشات کا معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ رائے عامہ کا اثر قبول کرتا ہے۔ میں ان بھاری اور وسیع حکومتوں کی بہ نسبت جو ہندوستانی براعظم کے وسیع صوبوں کے نظم و نسق کی ذمہ دار ہیں۔ ایک ہندوستانی ریاست کو ہندوستانیوں کے مزاج کے موافق اور ان کی مسرت و شادمانی کے لئے زیادہ موزوں سمجھتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ برطانوی ہند کے موجودہ نظام یعنی برطانوی طرز کی دفتری حکومت کی بہ نسبت جسے زیادہ تر ہندوستانی چلاتے ہیں اوسط معیار کی ریاست جو راجاؤں کی زیر حکومت ہوتی ہے عوام کو مطمئن رکھنے اور ان کے لئے مواقع پیدا کرنے کا بہتر ذریعہ ہوتی ہے۔ The India we served
(از سر والٹر آر۔ لارنس)

ریاستوں کے متعلق اور ان کے نظام حکومت اور مستقبل کے بارے میں بہت کچھ غیر ذمہ دارانہ باتیں کہی جاتی ہیں۔ برطانوی ہند میں ملازمت کے بعد مجھے سب سے بڑی ہندوستانی ریاست میں تقریباً نصف صدی تک خدمت کرنے کا فخر حاصل رہا ہے۔ دوسرے چاہتے کچھ بھی کہیں میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ریاستوں میں حیات اور قوت پائی جاتی ہے جسے برطانوی ہند نظر انداز نہیں کر سکتا۔ انہیں قرون وسطیٰ کی ایام سے بعید یادگاروں سے تعبیر کرکے نظام ملامت بنایا جاتا ہے اور ان کے خاتمہ کی پیشین گوئیاں کی جاتی رہی ہیں لیکن یقیناً ایسی مدت اور ترقیاں ایک عظیم تر ہندوستان کے ارتقا کے لئے ضروری اشتراک عمل کے منافی نہیں۔
(اقتباس از خطبہ جلسہ تقسیم اسناد جامعہ بمبئی اگست سنہ ۱۹۴۵ء)
(از سر اکبر حیدری)

ہندوستانی ریاستوں کی خوش نصیبی ہے کہ ان میں راعی اور رعایا کے درمیان پائیدار تعلق قائم ہیں۔ مختلف موقعوں پر اور مختلف ریاستوں میں تعلقات جانچے گئے ہیں۔ یہ ہے ان کی بنیاد مشترک طور پر تسلیم کردہ تاریخی روایات پر قائم ہے۔ (Economic Prospect before Indian States)
(از جیان ڈی۔ لارینڈ)

بادشاہ کے بے مثل پیغام الخ بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

مملکتِ حیدرآباد میں شہری منصوبہ بندی

اضلاع میں کام جاری ہے

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع میں شہری منصوبہ بندی کا کام تقریباً سات سال پہلے شروع کیا گیا تھا اور اس مختصر سی مدت میں نہایت اطمینان بخش طور پر جاری رہا۔ اس کام کا آغاز سائنٹفک اصولوں پر کیا گیا ہے اور تین خاص شکلوں میں انجام دیا جارہا ہے۔ یعنی موجودہ شہروں کی جدید منصوبہ بندی یا اصلاح، نئے شہروں کی منصوبہ بندی اور موجودہ شہروں کے لئے توسیعی اسکیموں کی ترتیب۔ ان تمام صورتوں میں منصوبہ بندی کی اسکیم شہری اور بلدی پیمائش کے بعد مرتب کی جاتی ہے اور اس کو بروئے کار لانے سے پہلے مختلف محکمہ جات کے نمائندوں، فنی ماہروں اور کاروباری اصحاب سے شہری تنظیم کے فنی اور معاشی پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے۔ اب یہ تصفیہ کیا گیا ہے کہ تمام ضلعی و تعلقہ شہروں اور اہم تعلقہ جاتی مستقروں کے لئے عمل صدر خاکے تیار کرنے کی غرض سے فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔ ان خاکوں کی بنیاد زمین کے بہترین استعمال کو تجویز کرتے ہوئے تمام شہروں کی معاشی ترقی کی طرف خاص توجہ کی جائے گی۔ نہایت احتیاط کے ساتھ پیمائش کا کام انجام دینے کے بعد مضافاتی کھیتی باڑی اور ہمسایہ شہروں کے درمیان بڑی سڑکوں کے لئے موزوں علاقے محفوظ کردئے جائیں گے تاکہ ہر شہر کو ایک خود مکتفی وحدت بنایا جائے۔

مسٹر جے۔ ایم لنٹن بوگل نے اپنی قابل تعریف تصنیف "ہندوستان میں شہری منصوبہ بندی" میں صحت عامہ کو متاثر کرنے والے ان خطرات اور خرابیوں کو نمایاں طور پر بیان کیا ہے جو ہندوستان کے تمام شہروں اور خاص کر ان شہروں کی خصوصیت ہیں جو پچھلی ایک صدی میں بڑے پیمانہ پر قائم کی ہوئی صنعتوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ تیزی سے بڑھتے اور پھیلتے گئے ہیں۔

گنجان بستیاں

دوسرے مقاموں کی طرح ممالک محروسہ کے شہروں میں بھی گنجان بستیاں زمانہ طوائف الملوکی کے ان قدیم زمانوں کی یادگار ہیں جبکہ یہ قزاقوں اور رہزنوں سے بچاؤ کی پناہ گاہوں کا کام دیتے تھے۔ اس لئے ہمارے ہاں آج بھی ایسے چھوٹے شہر موجود ہیں جن میں بقول مسٹر لنٹن بوگل طوائف الملوکی کی نشانیوں کے طور پر قدیم فصیلوں کے اندر گلی کوچوں کی تنگی اور مکانات کی بہتات کا سبب نمایاں ہے۔ جدید ایام میں دائمی امن و

سلامتی کے زمانہ میں اور شہری نظم و نسق کی عدم موجودگی کے باعث دکانداروں اور مالکان املاک نے قدیم شہروں کی عام گذرگاہوں پر غاصبانہ قبضہ کرلیا نتیجہ ان کی بے ترتیب اور بے ڈھنگی توسیع کی صورت میں برآمد ہوا۔ ان میں سے بعض معائب اس مملکت ابد مدت کے شہروں میں موجود ہیں۔ لیکن غالباً خوش قسمتی سے حیدرآباد کی صنعتی ترقی اس قدر حال میں شروع ہوئی ہے کہ یہاں نئے کارخانوں اور ان سے متعلقہ رہائشی حصوں اور مزدوروں کی نوآبادیوں کی سائنٹفک منصوبہ بندی کی بدولت کانپور، بمبئی اور ناگپور جیسے شہروں کے گندے اور مضر صحت حالات سے بچاؤ ممکن ہوسکے گا۔

اضلاع میں شہری منصوبہ بندی کی تاریخ

اس مملکت ابد مدت کے اضلاع میں شہری منصوبہ بندی محکمہ بلدیہ کے زیر اہتمام سات سال پہلے اس غرض سے شروع کی گئی تھی کہ شہروں اور قصبوں کی آئندہ توسیع پر نگرانی رکھی جائے اور ان کے عام حالات کی جن پر صدیوں سے کوئی توجہ نہیں کی گئی تھی اصلاح کی جائے۔ اس کام کی وسعت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کا رقبہ (۸۲) ہزار (۶۹۸) مربع میل وسیع اور (۱۶) اضلاع (۱۰۳) تعلقہ جاتی مستقروں اور (۲۲) ہزار سے زائد مواضعات پر مشتمل ہے۔ اس وقت ممالک محروسہ میں (۱۶) بلدیات اور ([illegible]) مجالس قصبہ قائم ہیں لیکن دستوری اسکیم کے تحت مقامی اداروں کی تعداد کافی بڑھ جائے گی۔

منصوبہ بندی کے اصول

نئے شہروں کی منصوبہ بندی میں جو عام طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ منطقہ واری کے اصول پر مبنی ہے یعنی موزوں اور مناسب مقامات پر مدنی، صنعتی اور رہائشی مراکز قائم کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی عمارتوں کی فی ایکڑ تعداد بلندی اور نوعیت کا تعین کردیا جاتا ہے۔ اس طرح ایسی زمین جو ہموار ہے اور جس میں حمل و نقل کی کافی سہولتیں موجود ہیں اور جہاں سے ریل کے مقام اور سامان رکھنے کے گوداموں اور آمد و رفت کے خاص راستوں تک آسانی سے رسائی ہوسکتی ہے کارخانوں، گوداموں اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کے لئے مختص کی جاتی ہے تاکہ صنعتی علاقہ ایک کامل وحدت بن جائے۔ رہائشی اغراض کے لئے جو علاقہ موزوں ہے وہاں صنعتی

عمارتیں تعمیر کرنے اور دکانیں کھولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ عام طور پر مدنی مرکز کو جو وسطی حصوں میں قائم کئے جاتے ہیں سب سے نمایاں حیثیت دی جاتی ہے۔

کشادہ میدان

تمام صورتوں میں موزوں مقامات پر مختلف اقسام کے کشادہ میدانوں کی فراہمی کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بچوں کی بازی گاہوں کے محل وقوع کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی جاتی ہے۔ تمام رہائشی علاقوں کی ترتیب ایک سبزہ زار یا بازی گاہ کے لئے کوئی زمین فراہم کرنے کی غرض سے غیر ضروری قطعات کم کردئے جاتے ہیں اور بازی گاہوں میں اس علاقہ کے بسنے والوں کی حقیقی تفریح کے لئے سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ان کا محل وقوع بچوں کو بڑی سڑکوں سے دور رکھنے کے لئے بہت موزوں ہوتا ہے۔ ان بازی گاہوں میں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوتا۔ مائیں اپنے بچوں کی آسانی سے دیکھ بھال کرسکتی ہیں اور ان میں جب چاہیں جا سکتی ہیں۔ یہ میدان اتنے کشادہ نہیں ہوتے کہ انہیں بڑے لڑکے کھیل کود کے لئے استعمال کرسکیں۔ اس لئے بچے انہیں بے کھٹکے استعمال کرسکتے ہیں۔ جب بچے اپنا روز مرہ کا کھیل کود ختم کردیں تو یہ بازی گاہیں ماؤں اور بوڑھوں کے لئے آرام لینے اور سستانے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ وہ بیٹھ کر وہ اپنے حقوں کا لطف اٹھاتے ہوئے گپ شپ ہانک سکتے ہیں۔ ایسے میدانوں کے لئے غالباً ہر وقت یہی ایک خطرہ لگا رہتا ہے کہ انہیں گھروں کا کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ لیکن اس کو سخت بلدی نگرانی کے ذریعہ اور عوام کو ایسے مقاموں کے مناسب استعمال کو سمجھنے کی تربیت دے کر روکا جاسکتا ہے۔

قدرتی ذخائر

بعض مقاموں پر ناہموار اور نشیبی زمینوں کو جو کاروباری یا رہائشی اغراض کے لئے موزوں نہیں ہیں، قدرتی ذخائر مہیا کرنے یعنی باغ یا بن لگانے کے لئے منفعت بخش طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ایسی زمینات کے دو فائدے ہیں۔ یہ عام طور پر خوش منظر ہوتی ہیں اور عمارتی اغراض کے لئے غیر موزوں ہونے کی وجہ سے کافی سستی ہوتی ہیں۔ اس کی بہترین مثال شہر عادل آباد میں مل سکتی ہے جہاں اس غرض کے لئے سو ایکڑ زمین محفوظ کردی گئی ہے۔ تمام صورتوں میں کشادہ علاقہ کا تناسب (۲۵) فیصد سے کم نہیں ہوتا یعنی یہ تناسب (۲۰۰) شخصوں یا (۴۰) خاندانوں کی ہر جماعت کے لئے تخمیناً ایک ایکڑ ہوتا ہے۔

تعمیر اکنہ اسکیم

تعمیر اکنہ کی اسکیم کی ایک مخصوص صفت یہ ہے کہ فی ایکڑ مکانات کی تعداد معین کردی جائے۔ اور ایک کھلے علاقہ کے اندر ان کی تعمیر کی جائے۔ اس طریقہ سے متوسط طبقہ کے لئے فی ایکڑ (۱۰) مکانات کا اور ادنی اور مزدور طبقہ کے لئے فی ایکڑ

(۲۰) مکانات کا اوسط قائم ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی کا طریقہ کھلے مقامات فراہم کرنے اور گنجان آبادی کے خطرہ کو دور کرنے میں انتہائی کامیاب ثابت ہورہا ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمت اور آرام کے نقطۂ نظر سے ایسے مکانات جو علحدہ یا منصوبہ کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں یکساں اور قریبی قطاروں میں بنائے ہوئے مکانوں کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہیں۔ آخرالذکر قسم کے مکانات نہ صرف بدنما معلوم ہوتے ہیں اور شہر سے ایک حد تک اس کی بلند شان و شوکت چھین لیتے ہیں بلکہ فرد کو اس کی خلوت کے حق، جگہ کی آزادی اور اس کے اپنے ایک چھوٹے سے بھی محروم کردیتے ہیں۔ یہاں یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ اضلاع میں علحدہ علحدہ مکانات تمام طبقوں میں مقبول اور ہر دلعزیز بن گئے ہیں۔

ان باتوں کو تصفیہ کرنے کے لئے کہ کسی خاص ضلع میں کس وضع کے مکانات بنائے جائیں اس مقام کی خصوصیات، مقامی تعمیری روایات اور دوسرے امور کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ مقامی طور پر دستیاب ہونے والا سامان استعمال کرنے اور ضلع کے مروجہ طرز تعمیر کو اختیار کرکے ان خصوصیات کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع میں تقریباً (۱۳) ہزار رہائشی قطعات ڈراپ کئے گئے ہیں۔

رسل و رسائل

منصوبہ بندی کی تمام اسکیموں میں آمد و رفت کے انتظامات خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ شہری منصوبہ بندی میں اہم سڑکوں کے نظام کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور حمل و نقل کے خاص راستوں کی وسعت اور حمل و قوع کا تعین کرنے میں انتہائی احتیاط برتی جاتی ہے تاکہ سڑکوں کے اتار چڑھاؤ کو کم کیا جائے اور اچھی رسل و رسائل کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ شہر خاکے تقریباً (۵۰۰) میل کی سڑکوں پر مشتمل ہیں جن میں حمل و نقل کے خاص راستوں کی چوڑائی (۸۰) تا (۱۰۰) فٹ کے درمیان اور مجوزہ ترقیات کی (۳۰) تا (۶۰) فٹ کے درمیان ہے۔ ہر صورت میں ان کا رقبہ شہر کے مجموعی رقبہ کے (۲۰) فی صد سے کم نہیں ہے۔ خاکہ کی ترتیب کے ساتھ ساتھ سڑکوں کی دونوں جانب درخت لگائے جاتے ہیں تاکہ جب سڑکوں پر پوری آمد و رفت شروع ہو جائے تو یہ سایہ دار رہیں۔

شہری اصلاح

شہری اصلاح کی اسکیموں میں کئی امور شامل ہیں مثلاً یہ کہ کارخانوں اور غلہ کے بازاروں کو رہائشی علاقوں سے بیرونی علاقوں میں منتقل کرنا سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ نہ صرف کارخانوں کا دھواں اور شور صحت عامہ کے لئے خطرہ کا باعث ہوتا ہے بلکہ کارخانوں کے وسیع رقبوں کو گھیرنے کی وجہ سے بازاروں، مفاد عامہ کی عمارتوں وغیرہ کے لئے جگہ مختص کرنے میں بھی دشواری ہوتی ہے۔ جگہ کی قلت کے باعث انہیں شہر سے دور غیر موزوں مقامات پر قائم کرنا پڑتا ہے۔ نتیجتاً بلدی محکموں پر کام کا بار بڑھ جاتا ہے۔ اور عوام کو زحمت ہوتی ہے جنہیں ان سہولتوں سے استفادہ کرنے کے لئے طویل مسافتیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ غلہ کے بازاروں اور کارخانوں کو مضافات میں منتقل کرکے جہاں ان کے لئے ریلوں اور شاہراہی حمل و نقل کی بہتر سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، ممالک محروسہ کے کئی ضلع واری شہروں میں ان مسائل کو نہایت کامیابی کے ساتھ حل کیا گیا ہے۔ ان مضافات میں زمین کو عمارتی اغراض کے لئے بڑے بڑے قطعات میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

اب تک غلہ کے تقریباً ایک درجن بازار شہروں سے نئے مقامات پر منتقل کئے جاچکے ہیں۔ ان میں سے تقریباً نصف کو فی بازار تقریباً (۲) تا (۱۰) لاکھ کے صرفہ سے بنایا گیا ہے اور بقیہ زیر تعمیر ہیں۔ نئے تعمیر شدہ بازار قریب سکونت پذیر ہیں اور انہیں چوہوں اور آگ سے محفوظ رکھنے کے لئے انتظامات کئے گئے ہیں۔ جنگ کے بعد ایک درجن بازاروں کی تعمیر کے لئے موزوں مقامات کا انتخاب کرلیا گیا ہے۔

محلوں کی صفائی

شہری اصلاح کی اسکیموں میں دوسری اہم چیز گنجان محلوں کی صفائی ہے۔ اضلاع میں اور خاص کر ان شہروں میں جہاں صنعتی ترقی نے کاروبار میں گرم بازاری پیدا کردی ہے گنجان بستیاں بہت عام ہیں۔ ایسے شہروں میں آبادی کی کثرت زیادہ تر مزدوروں کے جھونپڑوں اور گندگی کو پیدا کرنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ان کی چند مثالیں نانڈیڑ، لاتور، سیلو وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ تعلقہ کے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بھی جہاں مکانات عموماً تنے اونچے نہیں ہوتے جتنے کہ بڑے شہروں میں ہوتے ہیں۔ تنگ سڑکوں کی دونوں جانب گھنے درختوں کی وجہ سے نیچے چھت والے جھونپڑوں میں ہوا کا بہت کم گذر ہوتا ہے۔

بعض مقامات پر گندے علاقوں میں رہنے والے نفوس کی تعداد (۱۰۰) تا (۲۵۰) فی ایکڑ ہے۔ حالانکہ یہ تعداد (۵۰) ہونی چاہئے۔ آبادی کی کثرت کو کم کرنے کے لئے حکومت نے پہلا قدم یہ اٹھایا ہے کہ گنجان بستیوں میں نئے عمارتوں کی تعمیر روکا جائے۔ خاص صورتوں میں اس کی اجازت دی جاتی ہے بشرطیکہ مجوزہ عمارات سڑک سے واجبی حد تک دور رکھی جائے۔ اس طریقہ سے سڑک خود بخود چوڑی ہوتی جاتی ہے اور مکانوں کو حاصل کرنے کے کثیر اخراجات بچ جاتے ہیں۔

شہری اصلاح کی دوسری منزل اس وقت شروع ہوتی ہے جب گنجان آبادی والے محلوں میں سے خستہ مکانوں اور مزدوروں کی جھونپڑیوں کو حاصل کرکے منہدم کیا جاتا ہے اور ان مقامات کو بہتر طور پر استعمال کرنے کے لئے محفوظ کیا جاتا ہے۔

منہدم مکانوں کے مالکوں کو ان علاقوں میں جنہیں آئندہ توسیع کے لئے مخصوص کیا گیا ہے موزوں مقامات دیئے جاتے ہیں۔ یہ کام عام طور پر بتدریج اور آبرسانی کی اسکیموں کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے۔ اس سے بے ڈھنگے چوراہوں کو درست کرنے، سڑکوں کو وسعت دینے اور راستے سے عمارتوں کو ہٹانے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح آبادیوں کی بہترین منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

سڑکوں کی اصلاح

اہم سڑکوں کی توسیع اور نئے راستوں کی تعمیر کی طرف بھی خاص توجہ کی جاتی ہے۔ صنعت و حرفت کے بڑھتے ہوئے مطالبات کو پورا کرنے اور نقل و حمل کے جدید ذرائع کے استعمال میں سہولت پیدا کرنے کے لئے سڑکوں کی توسیع کا ایک مکمل نظام عمل مرتب کرلیا گیا ہے۔ شہر کے اندرونی حصہ کی سڑکوں کے لئے بھی جو ترقی کے علاقوں اور ریلوے اسٹیشنوں کو جاتی ہیں زیادہ چوڑائی کی ضرورت ہے۔ سڑکوں کی درستی کا کام حال ہی میں منصوبہ کے مطابق بھینسہ، عثمان آباد، نظام آباد اور عادل آباد میں شروع کیا گیا ہے۔ محبوب نگر، نانڈیڑ، اورنگ آباد اور ورنگل کے لئے بھی ایسی ہی اسکیمیں تیار کی گئی ہیں۔

اعلان

نمبر مسل بحوالہ بیع نامہ ۱۳۵۹/۳۲۹ف واقع محلہ سکندرآباد، نمبر بلدی (۵۰) میں ایک مکان تعمیر کرنے کی اجازت کے لئے درخواست پیش ہوئی ہے۔

محمد غوث صاحب حسب ذیل حدود اربعہ والے مقام پر جو (مسلمان) کے تحت آتا ہے بلدی بیع نامہ ہذا کو تعمیر کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ درخواست اجازت تعمیر دیوال ہمراہ واقع امام پورہ ہرکن علاقہ نواب لاتق علی خان صاحب پیش ہوئی ہے۔ منظوری درخواست مذکورہ کے نسبت اگر کسی کو عذر ہو تو بمدت (۱۵) یوم اندر دفتر ہذا میں باضابطہ عذرداری پیش کی جائے۔ بعد مرور مدت مذکور اجازت تعمیر دیدی جائے گی پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

نوٹ:- اس اعلان کی نقل اب لاتق علی خان صاحب کو بھی دیا جاتا ہے۔

حدود اربعہ مقام تعمیر

شرقاً: کوچہ نالدہ	غرباً: میدان
جنوباً: میدان	شمالاً: میدان

مددگار ناظم مسدودی بلدیہ

جرمنی پر اتحادی قبضہ کا معاہدہ

چار طاقتوں کے الگ الگ منطقے

ماسکو ۔ ۶ر جون ۔ ماسکو ریڈیو نے کل رات اطلاع دی کہ جرمنی پر اقتدار اعلیٰ حاصل کرنے کے متعلق برطانیہ، امریکہ، روس اور فرانس نے ایک معاہدہ پر دستخط کر دئے ہیں۔

برلن ۔ ۶ر جون ۔ ایک برطانی جنگی نامہ نگار نے جرمنی پر چار بڑی طاقتوں کے اقتدار کے قیام کی مزید تفصیلات بیان کی ہیں۔ ان چاروں حکومتوں کے نمائندوں نے ایک مشترکہ بیان میں بتایا ہے کہ وہ دوسری اتحادی قوموں کے مشورے کے ساتھ جرمنی کا نظم و نسق کس طرح چلائیں گے۔ ان کا طریق کار کے خاص خاص نکات یہ ہیں۔

جرمنی آسٹریا اور چیکوسلاواکیہ پر حملے کے جلد سے پہلے والی ۱۹۳۷ء کی سرحد سے لگے کا تمام علاقہ جرمنی سمجھا اس کے سرحدوں کا قطعی تعین بعد کو ہوگا۔

سردست اسے چار منطقوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ مشرقی منطقہ پر روس کا قبضہ رہے گا۔ شمال مغربی منطقہ پر برطانیہ کا جنوب مغربی منطقہ پر امریکہ کا اور مغربی منطقہ پر فرانس کا قبضہ رہے گا۔ مختلف منطقوں پر قبضہ رکھنے والی فوجیں اپنے اپنے کمانڈر انچیف کے تحت ہوں گی۔ اور یہ چاروں نمائندے جرمنی میں مجلس نگرانی کی تشکیل کریں گے اور اپنی حکومتوں کی ہدایتوں کے مطابق کام کریں گے۔ علیحدہ برلن کے علاقہ پر چاروں طاقتوں کا قبضہ رہے گا۔

پیرس سے ایک نامہ نگار نے بتایا ہے کہ برلن کے ایک مضافاتی بستی میں بڑی سی جھیل کے کنارے ایک بڑے محل کے ۔۔۔ بڑے کمرے میں اس اعلان پر دستخط کئے گئے چاروں اتحادی نمائندے سیل ہوف کے ہوائی میدان سے سڑکوں پر ہوتے ہوئے موٹر کے ذریعہ اس جگہ تک گئے جہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ لانبی چوڑی سڑکوں کو اتحادی جھنڈوں سے آراستہ کیا گیا تھا جن میں بہت سے یونین جیک بھی تھے کچھ یونین جیک ہاتھ کے بنے ہوئے تھے سڑکوں پر برلن والوں کا ہجوم تھا اور روسی سپاہ پہرہ دے رہی تھی۔ فیلڈ مارشل منٹگمری اور ان کے ساتھیوں کا پر تپاک استقبال کیا گیا۔ اس موقع پر بینڈ نے قومی ترانہ بجایا اور بعد میں فیلڈ مارشل منٹگمری نے روسی دستوں کا معائنہ کیا فیلڈ مارشل منٹگمری کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی مشیر ولیم اسٹرینگ بھی تھے۔

جرمنی کی مکمل شکست اور بلا شرط اطاعت شکست کے بعد اس پر قبضہ کا خاص مقصد یہ ہے کہ تمام جرمن فوجوں کو جن میں خفیہ پولیس اور دوسری قسم کی جمعیتیں شامل بالکل بے ہتھیار کر دیا جائے۔ تمام جرمنوں کو کل اسلحہ اور متعلقہ سامان اتحادی نمائندوں کے حوالے کر دینا ہوگا۔

نائبین کی کانفرنس

جرمنی کے مستقبل کے بابت اتحادی اعلان پر چار خاص کمشنروں کے دستخط ہو جانے کے بعد ہی ایک اطلاع کی رو سے آج ایک اور کانفرنس ان عہدہ داروں کی ہوگی جن کا تقرر نائبین کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔

(رائٹر)

اِعلان

محکمۂ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت فقرہ (۲) حکم رسد ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۹) مورخہ ۲۰ر آبان ۱۳۵۳ف بت صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں قواعد راتب بندی بابتہ ۱۳۵۳ف میں حسب ذیل مزید ترمیم کی جاتی ہے جو اعلان ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ہفتہ بعد نافذ ہوگی۔

قواعد مذکور کے قاعدہ (۹) میں

۱۔ ذیلی قاعدہ (۱) کی موجودہ عبارت حذف کی جائے اور اس کے بجائے حسب ذیل عبارت قائم کی جائے۔

"کوئی شخص بہ استثنا دی حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ مجاز نہ ہوگا کہ بجز بہ پابندی احکام قاعدہ ہذا کسی راتب شدہ شئے کو حدود راتب بندی سے باہر اندرون ممالک محروسہ سرکار عالی کسی مقام سے اندرون حدود راتب بندی منتقل کرے یا کرائے"۔

۲۔ ذیلی قاعدہ (۲) کے فقرہ (الف) میں الفاظ "اس کے خاندان کے" کے بعد قوسین میں "۲۶" کا جو عدد درج ہے اس کو حذف کیا جائے اور اس کے بجائے عدد "۵۲" درج کیا جائے نیز فقرہ مذکور کے آخر میں الفاظ "عمل مہیا کر دیا جائے گا" کے بعد حسب ذیل شرط کا اضافہ کیا جائے

"مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی کاشتکار جو حدود راتب بندی میں رہتا ہو اپنی ضروریات کاشت کے لئے تخم کا غلہ حدود راتب بندی میں درآمد کرکے محفوظ رکھنا چاہتا ہو تو ایسے کاشتکار کی درخواست پر ناظم راتب بندی مجاز ہوگا کہ حقیقی ضروریات کاشت کا اطمینان کر لینے کے بعد باغراض تخم ریزی کا غلہ بھی درآمد کرنے کی اجازت دے"۔

شرعہ دستخط منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اعلان

محکمۂ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغۂ رسد

حسب الحکم عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

نشان (۳۶۳) مورخہ ۱۹ ر تیر ۱۳۵۲ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲، ذیلی قاعدہ (۲) قواعد تحفظ ممالک محروسۂ سرکار عالی بابت ۱۳۴۹ ف صدر ناظم باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

۱۔ حکم ہذا بنام "حکم نگرانی مشتقات نباتی روغن بابت ۱۳۵۲ ف" موسوم ہوسکے گا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے ایک ہفتہ بعد کل ممالک محروسۂ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں بجز اس کے کہ مضمون یا سیاق عبارت اس کے خلاف ہو۔ (الف) "کنٹرولر" سے ایسا شخص مراد ہے جس کو صدر اعظم باب حکومت باغراض حکم ہذا کنٹرولر مقرر کریں اور اس میں ایسا شخص بھی داخل ہوگا جس کو کنٹرولر نے تحت حکم ہذا اپنے کل یا بعض اختیارات استعمال کرنے کا مجاز کیا ہو۔ (ب) "تاجر" سے ایسا شخص مراد ہے جو کسی مشتقات نباتی روغن کی خرید و فروخت کا تقسیم کا کاروبار انجام دیتا ہو۔ (ج) "تیار کنندہ" سے ایسا شخص مراد ہے جو مشتقات نباتی روغن تیار کرتا ہو۔ (د) "منظورہ تاجر" سے ایسا تاجر مراد ہے جسے کنٹرولر نے باغراض حکم ہذا منظورہ تاجر تسلیم کیا ہو۔ (ہ) "مشتقات نباتی روغن" سے ایسا نباتی تیل مراد ہے جس پر کسی شکل میں ہائیڈروجنیشن (Hydrogenation) کا عمل کیا گیا ہو۔ یا اس سے تیار شدہ کوئی مرکب مراد ہے جو کھانے کے اغراض کے لئے تیار کی گئی ہو اور جس میں نباتاتی تیل کی مقدار جس پر ہائیڈروجنیشن (Hydrogenation) کا عمل کیا گیا ہو پچاس (۵۰) فی صد سے کم نہ ہو۔

۳۔ کوئی تیار کنندہ کنٹرولر کی اعلان کردہ تاریخ کے بعد مجاز نہ ہوگا کہ مشتقات نباتی روغن کی نکاسی کرے یا نکاسی کرنے کا اقرار کرے یا کسی ایسے معاہدہ کی بنا پر جو تاریخ مذکور پر یا اس سے قبل کیا گیا ہو مشتقات نباتی روغن کسی شخص کے حوالہ کرے بجز اس کے کہ ایسی نکاسی یا حوالگی (الف) منظورہ تاجر کے حق میں یا اس کے توسط سے عمل میں آئی ہو۔ یا۔ (ب) منجانب سرکار عالی ایسے شخص کے حق میں عمل میں آئی ہو جس کو کنٹرولر نے اس خصوص میں مجاز کیا ہو اور بجز منظورہ تاجر کے کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کنٹرولر کی اعلان کردہ تاریخ کے بعد مشتقات نباتی روغن کی خرید و فروخت یا تقسیم کا کاروبار کرے۔

۴۔ (۱) کنٹرولر مجاز ہوگا کہ بذریعہ عام یا خاص حکم کسی قسم یا نوعیت کے مشتقات نباتی روغن کی تیاری کو ممنوع یا محدود کرے اور کوئی تیار کنندہ مجاز نہ ہوگا کہ اس حکم کی خلاف ورزی میں کوئی مشتقات نباتی روغن تیار کرے (۲) ہر تیار کنندہ پر لازم ہوگا کہ امور ذیل کے متعلق کنٹرولر کی مطلوبہ تفصیلات مہیا کرے (الف) اس کے تیار کردہ مشتقات نباتی روغن کی مقدار اور اقسام۔ اور (ب) اجزا جو ان کی تیاری میں استعمال کی گئی ہوں اور ذرائع جہاں سے ایسے اجزا حاصل کئے گئے ہوں۔

۵۔ (۱) ہر تیار کنندہ اور ہر منظورہ تاجر پر لازم ہوگا کہ مشتقات نباتی روغن کی فروخت اور ذخائر اور تقسیم سے متعلق کنٹرولر کی وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات پر عمل کرے (۲) ہر تیار کنندہ اور ہر منظورہ بیوپاری پر لازم ہوگا کہ اس کی تیار کردہ ذخیرہ کردہ یا فروخت کردہ مشتقات نباتی روغن کی تفصیلات کنٹرولر کی مقرر کردہ مدت میں مہیا کرے۔

۶۔ کنٹرولر مجاز ہوگا کہ بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ مشتقات نباتی روغن کی انتہائی قیمت کا تعین کرے اور ایسی مقررہ قیمتیں مختلف مقامات اور مختلف قسم کے معاملات کے لئے مختلف ہوسکیں گی۔ (۲) کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ مشتقات نباتی روغن کو تحت ذیلی فقرہ (۱) مقررشدہ انتہائی قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدے یا فروخت کرے یا خرید یا فروخت پر رضامندی ظاہر کرے۔ (۳) مشتقات نباتی روغن کی انتہائی قیمت تحت ذیلی فقرہ (۱) مقرر ہو جانے کی صورت میں ایسے کوئی مشتقات نباتی روغن کسی ایسے معاہدہ کی تکمیل میں جو ایسی انتہائی قیمت مقرر ہونے سے قبل عمل میں آیا ہو اور جس کی رو سے واجب الادا قیمت مذکورہ مقررہ شدہ انتہائی قیمت سے متجاوز ہو حوالہ یا قبول نہ کئے جاسکیں گے بجز اس کے کہ معاہدہ میں ترمیم کرکے بندلطے شدہ قیمت کے بجائے ایسی قیمت قائم کرلی جائے جو تحت ذیلی فقرہ (۱) انتہائی مقررہ شدہ قیمت سے متجاوز نہ ہو۔

۷۔ کنٹرولر مجاز ہوگا کہ وقتاً فوقتاً ۔

(الف) کسی مصرحہ ضلع، رقبہ یا بازار کی ضروریات کے لئے مشتقات نباتی روغن کی مقدار رسدی مقرر کرے۔

(ب) کسی تیار کنندہ یا تاجر کے نام ہدایات جاری کرے کہ وہ مشتقات نباتی روغن کی مصرحہ مقداریں مصرحہ اضلاع، رقبہ جات یا بازارات کو ایسے اوقات میں ایسی قیمتوں پر اور ایسے طریقہ کے مطابق مہیا کرے جس کی صراحت ہدایات میں کی گئی ہو۔

(ج) کسی تیار کنندہ یا منظورہ تاجر کو حکم دے کہ اس کی وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کی تعمیل میں مشتقات نباتی روغن کی مطلوبہ مقدار اور اقسام کے ذخیرے محفوظ رکھے۔

(۲) کسی سابقہ قرارداد کے باوجود ہر تیار کنندہ اور ہر تاجر پر لازم ہوگا کہ تحت ذیلی فقرہ (۱) جاری کردہ ہدایات کو مقدم سمجھے اور ان کی تعمیل کرے۔

۸۔ (۱) کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کسی مشتقات نباتی روغن کو اس خصوص میں کنٹرولر کی اعلان کردہ تاریخ کے بعد خواہ براہ خشکی یا تری منتقل کے لئے پیش کرے اور نہ کوئی ریلوے حمل و نقل کی کوئی اور ایجنسی مجاز نہ ہوگی کہ کسی مشتقات نباتی روغن کو بغرض منتقلی قبول کرے بجز اس کے کہ ایسی منتقلی کنٹرولر کے جاری کردہ اجازت نامہ کے تحت اور اس کی مندرجہ شرائط کے بموجب عمل میں آرہی ہو

مگر شرط یہ ہے کہ تحدید مذکور مشتقات نباتی روغن کی ایسی منتقلی سے متعلق نہ ہوگی جو۔

(الف) ذاتی سامان سفر کے طور پر کوئی نیک نیت مسافر لے جارہا ہو۔ بشرطیکہ مشتقات نباتی روغن کا وزن ۵ سیر سے متجاوز نہ ہو۔ یا

(ب) فوجی تمسکات (Military credit notes) کے مطابق عمل میں آرہی ہو۔ یا

(ج) کنٹرولر کی اعلان کردہ تاریخ سے قبل سرکار عالی کے جاری کردہ اجازت نامہ کے بموجب عمل میں آرہی ہو۔ یا

(د) ایسے عام اجازت ناموں کے مطابق عمل میں آرہی ہو جس کو کنٹرولر نے فوقتاً جاری کیا ہو۔

(۲) اگر کنٹرولر حکم دے تو مرسل پر لازم ہوگا کہ تحت ذیلی فقرہ (۱) جاری شدہ اجازت نامہ کو مال روانہ ہونے کے بعد یا اجازت نامہ کی مدت نفاذ کے اختتام پر (ان میں سے جو صورت بھی پہلے واقع ہو) حقیقی طور پر روانہ شدہ مال کی تفصیلات کنٹرولر کے مقرر کردہ نمونہ کے مطابق درج کرنے کے بعد کنٹرولر کے پاس واپس کردے۔

(۹) ہر عدالت پر جو احکام مندرجہ حکم ہذا کی کسی خلاف ورزی کی سماعت کر رہی ہو لازم ہوگا کہ کسی اور سزا کو متاثر کئے بغیر جو وہ صادر کرسکتی ہے کسی مشتقات نباتی روغن کے ذخیرہ کو جس کے متعلق اس کو اطمینان ہو کہ حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ ان اشیاء کے جن میں ایسا ذخیرہ رکھا ہوا ہو بحق سرکار عالی ضبط کرلئے جانے کا حکم دے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بنا پر جو قلمبند کئے جائیں گے عدالت اس کے خلاف حکم دے۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اعظم پریس چارمینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت سابقہ ترپ سے شائع ہوا۔